حصہٗ دوم

روپے کی سرمائے میں تبدیلی

چوتھا باب

سرمائے کے لئے عمومی کلیہ

اشیاء کی گردش سرمائے کا نقطۂ آغاز ہے۔اشیاء کی پیداوار، ان کی گردش، اور اس گردش کی زیادہ ترقی یافتہ شکل جسے تجارت کہا جاتا ہے، یہ [عوامل] اس تاریخی بنیاد کی تشکیل کرتے ہیں جس سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔سرمائے کی جدید تاریخ سولہویں صدی میں عالم گیر تجارت اور عالم گیر منڈی سے شروع ہوتی ہے۔

اگر ہم اشیاء کی گردش کی مادی ماہیت یعنی مختلف اقسام کی اقدارِ صرف کے مبادلے سے قطع نظر کر لیں، اور صرف گردش کے اس عمل کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معاشی اشکال ہی کو مدِّ نظر رکھیں، تو ہمیں اس کا آخری نتیجہ روپے کی صورت ہی میں حاصل ہوگا۔اشیاء کی گردش کا یہ آخری نتیجہ بھی وہ اولین بنتر ہے جس میں سرمایہ ظاہر ہوتا ہے۔

علمِ تاریخ کی رو سے زمینی ملکیت کے برعکس سرمایہ، اولاً تو بے بدل انداز میں روپے کی بنتر میں آتا ہے۔یہ تاجر اور سود خور کے سرمائے کی مانند روپے کی دولت میں ظاہر ہوتا ہے۔لیکن ہمیں یہ جاننے کے لئے سرمائے کی ابتدا کا حوالہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں کہ سرمائے کے اظہار کی اولین صورت روپیہ ہے[1]۔ہم خود اپنی آنکھوں سے روزانہ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ہر نیا سرمایہ شروع میں، چاہے یہ اشیاء کی شکل میں ہو، یا محن کی شکل میں، یا روپے کی شکل میں اسٹیج پر نمودار ہوتا ہے، یعنی منڈی میں آتا ہے۔اب، حتیٰ کہ خود ہمارے اپنے وقت میں اُس روپے کی شکل میں جس کو ایک خاص عمل کے ذریعے سرمائے میں تبدیل ہونا ہوتا ہے۔

روپے اور سرمائے کے روپے میں پایا جانے والا اولین امتیاز، سوائے ان کی گردش کے انداز میں فرق کے اور کچھ نہیں۔

اشیاء کی گردش کی سادہ ترین شکل C_M_C ہی ہے، یعنی اشیاء کی روپے میں تبدیلی، اور روپے کی اشیاء میں دوبارہ تبدیلی۔دوسرے لفظوں میں خریدنے کے مقصد کے تحت فروخت۔لیکن اس شکل کے ساتھ ساتھ ہمیں خواصی طور پر ایک مختلف شکل، M_C_M، بھی حاصل ہوتی ہے، یعنی روپے کا اشیاء میں تبدیلی اور اشیاء کی دوبارہ روپے میں تبدیلی، یا فروخت کی غرض سے خرید۔آخر الذکر انداز میں گردش کرنے والا روپیہ جس چیز میں تبدیل ہوتا

ہے، سرمایہ بن جاتا ہے، اور پہلےہی اپنی اہلیت میں سرمایہ ہے۔

اب ہم چکر، M_C_M، کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ یہ بھی دوسرے [چکر] کی مانند دو متضاد مراحل پر مشتمل ہے۔ پہلے مرحلے، M_C، یا خرید میں روپیہ ایک شے میں بدلتا ہے۔ دوسرے مرحلے، C_M، یا فروخت میں شے دوبارہ واپس روپے میں بدل جاتی ہے۔ ان دونوں مراحل کا ملاپ اس مجتمع حرکت کو تشکیل دیتا ہے جس میں روپیہ ایک شے سے بدلا جاتا ہے، اور یہی شے ایک بار پھر روپے سے بدلی جاتی ہے۔ اس انداز میں شے کو فروخت کی غرض سے، یا خرید اور فروخت کی بنتری تخصیص کو تج کر، یعنی جس طرح ایک شے روپے کے عوض حاصل کی جاتی ہے اور پھر روپیہ شے کے عوض حاصل جاتا ہے2۔ جب ایسا نتیجہ برآمد ہو کہ جس کے تحت عمل کے مراحل غائب ہو جائیں، تو یہ روپے کا روپے سے مبادلہ ہوگا، یعنی M_M۔ اگر میں روئی کی 2,000 گانٹھیں 100 پونڈ کے عوض خریدوں اور روئی کی ان 2,000 گانٹھوں کو 110 پونڈ کے عوض بیچ دوں، تو درحقیقت میں نے 100 پونڈ کا 110 پونڈ سے، یعنی روپوں کا روپوں سے مبادلہ کیا ہے۔

اب یہ بات واضح ہے کہ چکر M_C_M مضحکہ خیز اور بے معنی ہوگا اگر اس کا مقصد دو برابر رقوم، 100 پونڈ سے 100 پونڈ کا مبادلہ ہے۔ کنجوس کی منصوبہ بندی اس سے زیادہ آسان اور حتمی ہے۔ وہ اپنے 100 پونڈ گردش میں بھیجنے کا خطرہ مول لینے کے بجائے، ان کے ساتھ چمٹ کر رہ جائے گا۔ اور اگرچہ وہ تاجر جس نے اپنی روئی کے بدلے میں 100 پونڈ ادا کئے ہیں، چاہے اس کو 110 پونڈ کے عوض فروخت کرے، یا اس کو 100 پونڈ کے عوض ہی جانے دے، حتیٰ کہ 50 پونڈ کے عوض بھی، اس کا روپیہ ایک مخصوص اور حقیقی حرکت سے دوچار ہوا ہے۔ یہ اُس تبدیلی سے اپنی نوعیت میں یکسر مختلف ہے جس سے یہ اس کسان کے ہاتھوں میں گزرتی ہے جو مکئی فروخت کرتا ہے، اور اس طرح جو روپیہ باہر آتا ہے اس سے وہ کپڑا خریدتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہمیں چکر M_C_M اور C_M_C کی بنتروں کے خصائص کا مشاہدہ کرنا ہے۔ جس کے دوران وہ اصلی فرق آشکار ہوگا جو کہ محض بنتر کے فرق کے پسِ پشت مخفی ہے۔

اب پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ دونوں بنتریں کیا [خصائص] مشترک رکھتی ہیں۔

دونوں چکر ایک طرح کے دو متضاد مراحل، C_M یعنی ایک فروخت، اور M_C یعنی ایک خرید، [کی صورت] میں علیحدہ کئے جا سکتے ہیں۔ ان مراحل میں سے ہر ایک میں وہی مادی عناصر_ ایک شے اور روپیہ، اور وہی معاشیاتی افراد، ایک خریدار اور ایک فروخت کنندہ ایک دوسرے کے مقابل آتے ہیں۔ ہر چکر ایک ہی طرح کے دو متضاد مراحل کی وحدت ہیں، اور ہر صورت میں اس وحدت میں تین فریقوں کی باہمی عملداری پائی جاتی ہے، ان میں سے ایک فروخت کنندہ، دوسری خریدار جبکہ تیسرا فروخت بھی کرتا ہے اور خریدتا بھی ہے۔

تاہم جوعنصر چکر C_M_C کو چکر M_C_M سے بنیادی طور پر ممیّز کرتا ہے، وہ درحقیقت ان دونوں کے مراحل کا الٹ سمت میں بہاؤ ہے۔اشیاء کی سادہ گردش خرید سے شروع ہوتی ہے اور فروخت پر انجام پذیر ہوتی ہے، جبکہ روپے کی سرمائے کے بطور گردش ایک خرید سے شروع ہوتی ہے اور فروخت پر ختم ہوتی ہے۔پہلی صورت میں نقطۂ آغاز اور انجام اشیاء ہی ہوتے ہیں، جبکہ دوسری صورت میں روپیہ۔پہلی صورت میں یہ حرکت روپے کی بنا پر وقوع پذیر ہوتی ہے، جب کہ دوسری صورت میں شے کی بنا پر۔

چکر C_M_C میں روپیہ آخر پر ایک شے میں تبدیل ہوجاتا ہے، جو قدرِ صرف کا کام دیتی ہے، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خرچ ہوجاتی ہے۔اس سے اُلٹ صورت، M_C_M میں اس سے برعکس، خریدار اس مقصد کے لئے روپیہ باہر لاتا ہے کہ بحیثیت فروخت کنندہ وہ روپیہ دوبارہ حاصل کرلے۔اپنی شے خریدتے ہوئے وہ روپیہ گردش میں کھپا دیتا ہے، وہ اس لئے کہ اسی شے کو فروخت کرکے اس [روپے] کو دوبارہ حاصل کیا جاسکے۔وہ اس چالاکی بھرے ارادے کی بنا پر روپے کو اپنے ہاتھ سے جانے دیتا ہے کہ اسے دوبارہ حاصل کیا جاسکے۔چنانچہ روپیہ خرچ نہیں ہوتا، بلکہ محض [گردش میں] بڑھا دیا جاتا ہے[3]۔

چکر C_M_C میں وہی روپیہ دومرتبہ اپنی جگہ بدلتا ہے۔فروخت کنندہ اس کو خریدار سے حاصل کرتا ہے اور ایک اور فروخت کنندہ کے حوالے کردیتا ہے۔وہ مکمل گردش جو وصولی سے شروع ہوتی ہے، اشیاء کے لئے روپے کی ادائیگیوں پر اختتام پذیر ہوجاتی ہے۔یہ عمل چکر M_C_M سے قطعی طور پر برعکسہے ۔اس عمل میں یہ روپیہ نہیں جو دومرتبہ اپنی جگہ بدلتا ہے، بلکہ شے اپنی جگہ بدلتی ہے۔خریدار اس کو فروخت کنندہ کے ہاتھوں سے حاصل کرتا ہے اور ایک دوسرے خریدار کے حوالے کردیتا ہے۔جیسے اشیاء کی سادہ گردش میں ایک ہی روپے کا دو دفعہ جگہ بدلنا [شے کے] ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ جانے کو موثر کرتا ہے، بالکل اسی طرح ایک ہی شے کی جگہ کی دوہری تبدیلی روپے کی پھر سے اپنی ابتدائی جگہ پر آنے کا باعث بنتی ہے۔

اس قسم کی واپسی اس بات پر نہیں منحصر ہوتی کہ شے اس قیمت سے زیادہ پر فروخت کی گئی ہے جس میں خریدی گئی تھی۔یہ صورتِ حال صرف روپے کی اس مقدار پر اثر انداز ہوتی ہے جو واپس آتی ہے۔یہ واپسی خودبخود اس وقت رونما ہوتی ہے، جونہی خریدی گئی شے دوبارہ فروخت کر دی جائے، دوسرے لفظوں میں، جونہی چکر M_C_M مکمل ہوجاتا ہے۔چنانچہ اس طرح روپے کی سرمائے کے بطور گردش، اور اس کی محض روپے کے بطور گردش میں فرق واضح ہوجاتا ہے۔

وہ روپیہ جو ایک شے کی فروخت کے ذریعے سے [گردش میں] آتا ہے، دوسری شے کی خرید کے ذریعے جونہی دوبارہ باہر ہوجائے چکر M_C_M مکمل طور پر اختتام پذیر ہوجاتا ہے۔

تاہم، اگراس کے باوجودروپے کی اپنے نقطۂ آغاز کی جانب واپسی رونما ہوتی ہے، جوصرف اس عمل کی تجدید یا تکرار کی صورت ہی میں ممکن ہے۔ اگر میں چار کلوغلہ 3 پونڈ میں بیچوں اوراس 3 پونڈ کے عوض کپڑے خرید لوں تو وہ روپیہ میرے لحاظ سے استعمال میں آ گیا اورختم ہوگیا۔ اب یہ کپڑے والے کی ملکیت ہے۔ اگر اب میں مزید چار کلوغلہ بیچوں تو روپیہ اصل میں میرے پاس واپس آ جائے گا، تاہم یہ پہلی سودے بازی کا نتیجہ نہ ہوگا، بلکہ اس عمل کے تکرار کا۔ جونہی میں ایک نئی خریداری کے ذریعے دوسری سودے بازی کروں گا تو روپیہ دوبارہ مجھ سے جاتا رہے گا۔ چنانچہ چکر C_M_C میں روپے کے خرچ ہونے کا اپنی واپسی کے ساتھ کوئی سروکار نہیں۔ دوسری طرف M_C_M میں روپے کی واپسی اس کے اصراف کی نوعیت سے مشروط ہے۔ اس واپسی کے بغیر عمل ناکام رہتا ہے، یا پھر عمل رک جاتا ہے اور نامکمل رہ جاتا ہے، اوراس کی وجہ اس کے تکمیلی اور آخری مرحلے یعنی فروخت کی عدم موجودگی ہے۔

چکر C_M_C ایک شے سے شروع ہوتا ہے اور ایک دوسری شے پر مکمل ہو جاتا ہے، اور یہ شے گردش سے باہر ہوکر استعمال میں آجاتی ہے۔ استعمال یعنی حاجات کی تسکین ہی، جسے ایک لفظ میں قدرِ صرف بھی کہا جاسکتا ہے، اس کا انجام اور مقصود ہے۔ اس سے برعکس چکر M_C_M روپے سے شروع ہوتا ہے اور روپے ہی پر ختم ہوتا ہے۔ اس کا اہم مدعا اور منزل جو اس کے لئے کشش رکھتا ہے، محض قدرِ مبادلہ ہی ہے۔

اشیاء کی سادہ گردش میں چکر کی دو متضاد انتہائیں ایک ہی معاشی بنتر کی حامل ہیں۔ وہ دونوں اشیاء ہیں اور وہ بھی مساوی قدر کی حامل۔ مگر وہ اقدارِ صرف بھی ہیں جو خواص کی رو سے مختلف ہیں جیسے، غلہ اور کپڑے۔ ان مختلف قسم کے مادوں کی مصنوعات کا مبادلہ جن میں معاشرے کا محن لگا ہوتا ہے اس حرکت کی بنیاد بنتا ہے۔ گردش M_C_M میں صورتِ حال اس سے برعکس ہے، جو تکرار کے باعث بادی النظر میں بے مقصد دکھائی دیتی ہے۔ دونوں متضاد انتہائیں ایک ہی معاشی بنتر کی حامل ہیں۔ دونوں روپیہ ہیں اس وجہ سے خواصی طور پر مختلف اقدارِ صرف نہیں ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ روپیہ خود بھی اشیاء کی وہ تبدیل شدہ بنتر ہے جس کے اندران کی مخصوص اقدارِ صرف غائب ہوتی ہیں۔ 100 پونڈ کا مبادلہ روئی سے کرنا اور پھر اس روئی کا مبادلہ ایک بار پھر 100 پونڈ سے کرنا، پھر پھرا کر روپے کا روپے سے مبادلے ہی کا ایک انداز ہے، یعنی ایک جیسے کا ایک جیسے سے مبادلہ، یہ عمل اتنا ہی احمقانہ معلوم پڑتا ہے جتنا کہ بے مقصد[4]۔ روپے کی ایک رقم صرف اپنی مقدار کی رو سے ہی کسی دوسری رقم سے ممیّز کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ چکر M_C_M کا خاصہ اور [بہاؤ کا] رجحان اس کی انتہاؤں کے مابین، دونوں کے روپیہ ہونے کی حیثیت سے، خواصی فرق کی بنا پر نہیں بلکہ صرف ان کے مقداری فرق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اختتام پر اس سے زیادہ روپیہ گردش سے نکال لیا جاتا ہے جتنا آغاز کے وقت اس میں داخل کیا گیا

تھا۔ جو روئی 100 پونڈ میں خریدی گئی تھی غالباً 100 پونڈ + 10 پونڈ، یا 110 پونڈ میں دوبارہ بیچی گئی۔ اس عمل کی صحیح ترین صورت M_C_M' ہوگی، جبکہ

M'=M+^M، یعنی گردش میں لائی جانے والی بنیادی رقم جمع ایک اضافہ۔ بنیادی رقم پر اس اضافے کو میں ''قدرِ زائد'' کا نام دیتا ہوں۔ بنیادی طور پر شامل کی جانے والی رقم گردش کے دوران نہ صرف سالم رہتی ہے بلکہ اپنے ساتھ ایک قدرِ زائد شامل کر لیتی ہے، یا خود کو بڑھا لیتی ہے۔ یہی وہ حرکت ہے جو اس کو سرمائے میں بدلتی ہے۔

یہ بھی یقیناً ممکن ہے کہ C_M_C میں دو انتہائیں C_C جیسے غلہ اور کپڑے قدر کی مختلف مقداروں کو بھی بیان کر سکتی ہیں۔ وہ سکتا ہے کہ کسان اپنا غلہ قدر سے زیادہ میں فروخت کرے، یا کپڑوں کو ان کی قدر سے کم میں خریدے۔ دوسری طرف وہ کپڑے کے دکان دار سے ٹھگا بھی جا سکتا ہے۔ تاہم گردش کی زیرِ بحث شکل میں قدر کے اس قسم کے امتیازات خالصتاً اتفاقی ہیں۔ یہ حقیقت کہ غلہ اور کپڑے مساوی القوت ہیں اس عمل کو اس کی کل معنویت سے محروم نہیں کر دیتا، جیسا کہ عمل M_C_M میں ہوتا ہے۔ ان کی اقدار کا مساوی القوت اس کے نارمل بہاؤ کے لئے بجائے خود ایک لازمی شرط ہے۔

فروخت کی غرض سے خرید کے عمل کا تکرار یا تجدید خود اس مقصد سے محدود ہو کر رہ جاتا ہے جس پر اس کا دارومدار ہوتا ہے، جسے ہم کھپت یا مخصوص حاجات کی تسکین کہتے ہیں۔ یہ ایسا مقصد ہے جو گردش کے دائرے سے باہر کا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب ہم بیچنے کی غرض سے خریدتے ہیں، ہم اسی ایک چیز سے شروع اور اسی پر اختتام کرتے ہیں، یعنی، روپے، قدرِ مبادلہ سے؛ اسی لئے یہ حرکت کہیں بھی ختم نہیں ہوتی۔ یقیناً M اپنے آپ کو M+^M میں بدل لیتا ہے، یعنی 100 پونڈ 110 پونڈ بن جاتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں صرف خواصی اعتبار سے دیکھا جائے 100 پونڈ اور 110 پونڈ دونوں ایک ہی ہیں، یعنی روپے۔ اب اگر انہیں مقدار کی رو سے دیکھا جائے 110 پونڈ بھی 100 پونڈ کی مانند ایک مخصوص رقم اور محدود قدر رہے۔ اب اگر 110 پونڈ کو روپے کے بطور استعمال کر لیا جائے تو وہ اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر ہو جائیں گے۔ وہ اب سرمایہ نہیں رہے۔ گردش سے نکال لئے جانے پر وہ ایک ذخیرے کی شکل میں جامد ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں چاہے وہ روزِ محشر تک رہیں ان میں رائی برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ پھر اگر مقصد قدر میں اضافہ ہو تو 110 پونڈ کی قدر بڑھانے میں میں بھی وہی تحریک ہے جو 100 پونڈ کی قدر بڑھانے میں پائی جاتی ہے؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ دونوں قدرِ مبادلہ کے لئے محدود اظہارات ہیں، چنانچہ دونوں میں ایک ہی طاقت ہے کہ مقداری طور پر بڑھتے ہوئے مطلق دولت کے قریب تر پہنچ جائیں۔ دراصل تھوڑے وقت کے لئے شروع میں لگائی گئی 100 پونڈ کی رقم 10 پونڈ کی قدر زائد سے ممیّز کی جا سکتی ہے جو گردش کے دوران اس میں شامل ہوتی ہے۔ لیکن یہ امتیاز فوراً ہی غائب ہو جاتا ہے۔ عمل کے اختتام پر

ہمارے ایک ہاتھ میں محض بنیادی رقم 100 پونڈ اور دوسرے ہاتھ میں 10 پونڈ کی قدرِ زائد ہی نہیں آتی ۔ ہمیں سیدھے سادے انداز میں 110 پونڈ کی قدر حاصل ہو جاتی ہے جو اپنی موزونیت میں ٹھیک ٹھیک وہی صورت حال ہے جتنی بنیادی رقم 100 پونڈ کی تھی تا کہ [رقم] کو بڑھاوا مل سکے ۔ روپیہ حرکت صرف اس لئے روکتا ہے کہ اس کو نئے سرے سے جاری کر سکے[5]۔ لہٰذا ہر علیحدہ سرکٹ کا آخری نتیجہ جس میں ایک خرید اور اس کے نتیجے میں فروخت مکمل ہوتی ہیں، اپنے آپ سے ایک نئے سرکٹ کے نقطۂ آغاز کو جنم دیتا ہے۔ اشیاء کی سادہ گردش_ خریدنے کے لئے بیچنا_ دراصل ایک ایسے مقصد کو سر انجام دینے کا ذریعہ ہے جو گردش سے منقطع ہے، یعنی اقدار صرف کا حصول، یا حاجات کی تسکین ۔ اس کے برعکس، سرمائے کی حیثیت سے روپے کی گردش اپنے تئیں ایک اختتام ہے، کیونکہ قدر میں بڑھاوا محض اس مسلسل طور پر بار بار ہونے والی حرکت کے ساتھ ہی رونما ہو ہو سکتا ہے۔ چنانچہ سرمائے کی گردش کی کوئی حد نہیں[6]۔

جیسے اس حرکت کو شعوری طور پر جاری رکھنے والا یعنی روپے کا حامل سرمایہ دار بن جاتا ہے۔ اس کی ذات بلکہ اس کی جیب ہی ایسا مقام ہے جہاں سے روپیہ روانہ بھی ہوتا ہے اور پلٹتا بھی ہے۔ قدر کا پھیلاؤ، جو گردش M_C_M کی معروضی بنیاد یا مآخذ ہے، اس کا دلی مقصد بن جاتا ہے، صرف اس وجہ سے کہ تجریدی دولت کا زیادہ سے زیادہ حصول ہی اس کے کردار کا واحد تحرک ہے وہ بطور سرمایہ دار کام کرتا ہے، یعنی سرمائے کی تجسیم کے جس میں شعور اور قوتِ ارادی شامل ہو چکے ہیں۔ اقدار صرف کو سرمایہ دار کا اصل مقصد ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا،[7] اور نہ ہی کسی ایک سودے بازی پر حاصل ہونے والے نفع کو۔ نفع کمانے کا ایک لامتناہی اور انتھک سلسلہ ہی اس کا واحد نصب العین ہے[8]۔ دولت کا یہ لامحدود لالچ، قدرِ مبادلہ کے حصول کا یہ ہذیانی تعاقب[9] ہی سرمایہ دار اور کنجوس کی قدر مشترک ہے۔ لیکن جس طرح کنجوس ایسا سرمایہ دار ہے جس کا دماغ پھر گیا ہے، اسی طرح سرمایہ دار ایک بادماغ کنجوس ہے۔ قدرِ مبادلہ [کی مقدار] کو برابر بڑھاتے رہنا جس کے پیچھے ایک کنجوس اپنی رقم کو گردش میں لائے بغیر بھاگتا ہے،[10] ایک گھاگھ سرمایہ دار اپنے روپے کو مسلسل گردش میں لاتے ہوئے حاصل کرتا ہے[11]۔

وہ آزاد بنتر مراد شکلِ روپیہ، جسے اشیاء کی قدر سادہ گردش میں اختیار کرتی ہیں، صرف ایک کام سر انجام دیتا ہے، یعنی ان کا مبادلہ، اور یہ حرکت کے آخری نتیجے میں آ کر غائب ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف گردش M_C_M میں روپیہ اور شے ہر دو خود قدر کے وجود کی مختلف وضعوں ہی کو بیان کرتے ہیں، روپیہ اس کی عمومی وضع کو اور شے جزئیاتی وضع کو، بہ الفاظِ دیگر مخفی انداز کو [12]۔ یہ خرچ ہوئے بغیر ہی تسلسل کے ساتھ ایک بنتر سے دوسری بنتر میں بدلتا رہتا ہے، اس طرح سے ایک خود کار متحرک خاصہ پا لیتا ہے۔ اب اگر ہم ان دونوں مختلف بنتروں کا باری باری

جائزہ لیں جن کو اپنے آپ میں بڑھتی ہوئی قدر اپنی زندگی کے دوران وقتاً فوقتاً اختیار کرتی رہتی ہے تو اس صورت میں ہم درج ذیل دو مفروضات اخذ کریں گے: [اولاً] سرمایہ روپیہ ہے، اور [ثانیاً] سرمایہ اشیاء ہیں [13]۔ تاہم حقیقت میں قدر ایک ایسی مہیج کا متحرک عنصر ہے جس میں یہ روپے اور اشیاء کی ہئیت کو باری باری ایک تسلسل میں اختیار کرتے ہوئے، بیک وقت اپنا حجم میں بھی بدلتی ہے اور قدرِ زائد کو الگ کرتے ہوئے اپنے آپ کو ممیز بھی رکھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں بنیادی قدر خود بخود پھیل جاتی ہے۔ وہ حرکت دراصل اس کی اپنی ہوتی ہے جس کے دوران یہ قدرِ زائد کا اضافہ کرتی ہے خود اس کا پھیلاؤ ہے، چنانچہ اس کا پھیلاؤ خود کار پھیلاؤ ہی کہلائے گا۔ اب چونکہ یہ خود قدر ہے اس لئے اپنے آپ میں قدر کا اضافہ کرنے کی صلاحیت بھی مخفی رکھتی ہے۔ یہ ایک زندہ نسل کو جنم دیتی ہے، یا پھر سونے کے انڈے ضرور دیتی ہے۔

چنانچہ قدر اس قسم کے عمل کا ایک فعال عنصر ہونے کی حیثیت سے ایک وقت میں روپے اور دوسرے وقت میں اشیاء کی ہئیت اختیار کرتے ہوئے، لیکن ان تمام تبدیلیوں کے دوران میں اپنے آپ کو برقرار رکھتے ہوئے اور بڑھتے ہوئے، یہ ایک آزاد ہئیت حاصل کر لیتی ہے جس کے تحت کسی وقت بھی اس کی شناخت قائم ہو سکتی ہے۔ اور صرف روپے ہی کی شکل میں وہ اس ہئیت کی حامل ہو سکتی ہے۔ یہ روپے کی ہئیت میں ہی ممکن ہے کہ قدر کا آغاز ہو اور یہ انجام پذیر ہو، اور یہ از سرِ نو شروع بھی ہو۔ یہ 100 پونڈ سے آغاز کرتی ہے، اور اب یہ 110 پونڈ ہو چکے ہیں، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ لیکن روپیہ بذاتِ خود قدر کی دو ہئیتوں میں سے ایک ہے۔ جب تک یہ کسی شے کی ہئیت میں نہیں آجاتا، یہ سرمائے میں نہیں بدلتا۔ یہاں پر روپے اور اشیاء میں ایسی کوئی مخاصمت نہیں جو جمع وستکے سلسلے میں تھا۔ سرمایہ دار خوب جانتا ہے کہ اشیاء، خواہ کتنی ہی بھدی کیوں نہ نظر آئیں یا کیسی ہی بدبوان سے خارج ہوتی ہو، یقین ایمان کے ساتھ روپیہ ہی ہیں۔ جیسے اندرونی طور پر ختنہ شدہ یہودی، اور اس سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایسا حیران کن ذریعہ جس سے وہ روپے سے اور زیادہ روپیہ حاصل کر لیتا ہے۔

سادہ گردش، C_M_C، میں اشیاء کی قدر ایک ایسی چیز کی اختیار کی گئی ہئیت ہے جو ان کی اقدار صرف سے آزاد ہے یعنی روپے کی ہئیت۔ لیکن اب گردش، M_C_M، میں یا سرمائے کی گردش میں اچانک اپنے آپ کو ایک آزاد ماہیت کے بطور ظاہر کرتی ہے، جسے خود اس کی اپنی حرکت ہی ودیعت کی گئی ہے، اور جو خود اپنے ہی عمل حیات سے دوچار ہے جس عمل میں روپیہ اور اشیاء محض ایسی ہئیتیں ہیں جو یہ باری باری اختیار کرتا اور اتار پھینکتا ہے۔ مزید براں، صرف اشیاء کے باہمی تعلقات کو بیان کرنے کے علاوہ اب وہ اپنے ساتھ نجی تعلق میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔ یہ اپنے آپ کو بطور بنیادی قدر کے اپنے آپ سے بطور قدرِ زائد کے ممیّز کرتا ہے، جیسے باپ اپنے آپ سے بیٹا ہونے کی حیثیت کو ممیّز کرتا ہے، اگرچہ دونوں ایک ہیں اور ایک ہی عمر کے ہیں۔ اسی وجہ سے 10 پونڈ کی قدرِ

زائد کی بنا پر 100 پونڈ کی بنیادی رقم سرمایہ بنتی ہے۔ پھر جونہی یہ عمل رونما ہوتا ہے یعنی بیٹا پیدا ہونے پر بیٹے کے ساتھ ساتھ باپ کو وجود حاصل ہوتا ہے، اسی طرح جیسے ہی ان کے امتیازات ختم ہوتے ہیں تو وہ دوبارہ ایک ہی ہو جاتے ہیں یعنی 110 پونڈ۔

چنانچہ قدر اب برسرِ عمل قدر بن جاتی ہے یعنی برسرِ عمل روپیہ، اور اسی وجہ سے سرمایہ۔ یہ گردش سے باہر آ جاتی ہے اور دوبارہ اس میں داخل ہو جاتی ہے اور اپنے حلقے میں رہتے ہوئے یہ اپنے آپ کو بچائے بھی رکھتی ہے اور بڑھاتی بھی رہتی ہے، اور بڑھے ہوئے حجم کے ساتھ اس سے باہر آتی ہے اور اسی عمل کو بار بار نئے سرے سے شروع کرتی رہتی ہے 14۔ M_M'، یعنی روپیہ جو روپے کو کھینچتا ہے، سرمائے کی یہی تعریف اس کے اولین شارحین یعنی ماہرینِ تجارت کے منہ سے نکلتی ہے۔

بیچنے کی غرض سے خریدنا، یا صحیح معنوں میں زیادہ قیمت پر بیچنے کی غرض سے خریدنا، M_C_M' صرف ایک قسم کے سرمائے کے لئے ہی مخصوص بنتر معلوم ہوتی ہے، جسے تجّار کا سرمایہ کہا جا سکتا ہے۔ مگر صنعتی سرمایہ بھی روپیہ ہی ہے، جو اشیاء میں بدلتا ہے اور ان اشیاء کی فروخت سے زیادہ روپے میں بدل جاتا ہے۔ جو واقعات خرید اور فروخت کے درمیانی وقفوں، گردش سے کُرے سے باہر رونما ہوتے ہیں، اس حرکت کی بنتر کو متاثر نہیں کرتے۔ اور آخری بات یہ کہ سود والے سرمائے کے سلسلے میں گردش M_C_M' کا عمل اختصار میں آ جاتا ہے۔ ہم شکل M_M' کے ذریعے اس کے درمیانی مدارج کے بغیر ہی نتیجے تک پہنچ جاتے ہیں، دوسرے لفظوں میں ایسا روپیہ جو زیادہ روپے کی قدر کا حامل ہو یا ایسی قدر جو خود سے بڑی ہو۔

چنانچہ M_C_M' درحقیقت سرمائے کا ایک عمومی اصول ہے جیسا کہ گردش کے کُرے میں یہ بظاہر نظر آتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ وہ حکومیت جو تسلط اور محکومیت کے ذاتی تعلقات پر مبنی ہے اور جو زمین کی ملکیت کی دین ہوتی ہے، دوسری طرف غیر شخصی طاقت جسے روپیہ عطا کرتا ہے، کے مابین پائے جانے والے تضاد کو دو فرانسیسی حکایات سے بڑے خوب صورت انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے، ''آقا کے بغیر زمین کا کوئی تصور نہیں''، اور ''روپے کا کوئی مالک نہیں ہوتا''۔

2۔''روپے کے ساتھ ایک شخص اشیاء خرید تا ہے، اور اشیاء کے ساتھ ایک دوسرا شخص روپیہ خرید تا ہے''۔

(Mercier de laRiviere, L'ordre naturel et essential des societes politiques, p.543).

3۔''جب ایک چیز اس مقصد کے لئے خریدی جائے کہ اس کو بیچا جائے، تو اس سلسلے میں جو رقم استعمال کی جائے اُسے ''روپیہ بطور راس'' کہا جاتا ہے۔ اور جب اس کو نہ بیچنے کے لئے خریدا جائے تو اس کو خرچ کرنا کہا جا سکتا ہے۔''_ (جیمز سٹیورٹ: ''کلیات''& سی مرتبہ جنرل .سر جیمز سٹیورٹ، اس کا بیٹا. لندن، 1805 جلد 1 ص. 274۔)

4۔''کوئی شخص روپے کا روپے سے مبادلہ نہیں کرتا'' مارسائر .ڈی .لا .ریوری کا بیان ماہرینِ تجارت کے بارے میں (l.c., p. 486)۔ اس کی ایک ایسی کتاب جس کے بارے میں وہ کہنے کو تو ''تجارت'' اور سٹے بازی'' کے سلسلے میں درج ذیل بات کرتا ہے: ''تمام تجارت کا دارومدار مختلف قسم کی چیزوں کے مبادلے پر ہے، اور فائدہ'' (اور تاجر کے لئے؟)'' اسی فرق ہی سے اخذ ہوتا ہے۔ ایک پونڈ ڈبل روٹی کا مبادلہ ایک پونڈ ڈبل روٹی سے کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا؛... پس تجارت کا فائدہ اٹھانے کی رو سے جوئے سے بڑا فرق ہے، جو محض روپے کے روپے سے مبادلے پر ہی مشتمل ہے۔''

(Th. Cobret, An Inquiry into the Causes and Modes of Wealth of Individuals; or The Principles of Trade and Speculation Explained, london, 1841,p 5.)

اگرچہ کاربٹ کو اس بات کا پتا نہیں چلتا کہ M_M یعنی روپے کا روپے سے مبادلہ گردش کی خواصی ہنتر ہے، اور نہ صرف تاجری سرمائے کی بلکہ ہر قسم کے سرمائے کی، اس کے باوجود وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ ہنتر سٹے بازی اور تجارت کی ایک نوع میں مشترک ہے، یعنی سرمایہ کاری میں۔ لیکن اس کے بعد میک کلاچ کا نام آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بیچنے کی غرض سے خریداری، سٹے بازی ہی کا ایک انداز ہے اور اس طرح تجارت اور سرمایہ کاری کا فرق جاتا رہتا ہے۔''ہر وہ سودے بازی جس میں ایک آدمی دوبارہ بیچنے کی غرض سے مصنوعات کی خریداری کرتا ہے، در اصل ایک طرح کی سٹے بازی ہے'' (McCulloch, A Dictionary Practical, &c,.of Commerce, London, 1847,p.1009)۔ زیادہ خرد ماغی کے ساتھ ایمسٹرڈیم سٹاک ایکسچینج کا پینٹو نامی پنڈار کہتا ہے، ''تجارت ایک کھیل ہے'' (لوکے سے اخذ کردہ)'' اور فقیروں سے کوئی چیز بھی نہیں جیتی جا سکتی۔ اگر ایک شخص ہر کسی سے ایک لمبے عرصے تک جیتتا رہے تو یہ ضروری ہوگا کہ کھیل دوبارہ شروع کرنے کے لئے

منافعے کا ایک بڑا حصہ دیا جاتا رہے''۔

(Pinto , Traite de la Circulation et du Credit, Amsterdam, 1771, p.231.)۔

5۔سرمایہ....بنیادی سرمائے اور نفع میں قابلِ تقسیم ہوتا ہے،نفع سے مراد سرمائے میں اضافہ ہے...اگرچہ عملی طور پر یہ نفع فوری طور پر سرمائے ہی کی طرف مڑ جاتا ہے اور بنیادی سرمائے کے ساتھ ہی متحرک ہوجاتا ہے۔''

(F. Engles,"Umrisse der Nationalokonomie, in:Deutch-franzosische Jehrbucher, heraugegeben von Arnold Rogue und Karl Marx." Pris, 1844, p.99.)

6۔ارسطو معاشیات اور مال بنانے میں فرق کرتا ہے۔ وہ معاشیات سے بحث شروع کرتا ہے۔ چونکہ یہ روزی کمانے کا فن ہے اس لئے یہ صرف وہی چیزیں پیدا کرتا ہے جو بقا کے لئے ضروری ہیں یا حکومت اور گھریلو استعمال کے لئے مفید ہیں۔''حقیقی دولت اسی قسم کی استعمال کی قدروں پر مشتمل ہوتی ہے اس لئے کہ ان چیزں کی تعداد لا محدود نہیں ہے جن سے زندگی کو خوش گوار بنایا جاسکے۔تاہم چیزیں حاصل کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس کے لئے ٹھیک ترین اصطلاح 'مال بنانا' ہی استعمال ہوسکتی ہے،اور اس سلسلے میں نہ تو دولت پر کوئی حد مقرر ہوتی ہے اور نہ املاک پر۔تجارت (لفظی معنوں میں پرچون فروشی ہے،اور ارسطو ان کو اس لئے سامنے رکھتا ہے کہ اس میں استعمال کی قدریں سب سے زائد اہمیت رکھتی ہیں) اپنی نوعیت کے اعتبار سے مال بنانے سے تعلق نہیں رکھتی کیونکہ پرچون فروشی میں اشیاء کے مبادلے کا تعلق ان چیزوں سے ہوتا ہے جو ان کے (خریدار اور فروخت کنندہ) کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔'' چنانچہ جیسے ہی وہ یہ باور کرانے کے لئے آگے بڑھتا ہے کہ تجارت کی بنیادی شکل بارٹر تھی، لیکن آخر الذکر کی ترقی کے ساتھ روپے کی ضرورت پیدا ہوگئی۔روپے کی دریافت پر بارٹر لازمی طور پر ترقی پا کر اشیاء کی تجارت میں بدل گیا،اور یہ تعلق اپنے ابتدائی رجحان کے برخلاف روپیہ بنانے کے فن میں نمایاں ہوا۔اب اسی وجہ سے معاشیات کو مال بنانے سے ممیّز کیا جاسکتا ہے،یعنی، مال بنانے کے سلسلے میں گردش امارت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اور یہ روپے کے گرگھومنے کے لئے ظہور میں آیا ہے کیونکہ روپیہ اس قسم کی گردش کا حتمی مطمعٔ نظر ہے۔اسی لئے ایسی امارت جس کی مال بنانے میں تگ ودو کی جاتی ہے لامحدود ہیں۔ بالکل اس فن کی طرح جو خود کسی مقصد کے حصول کا ذریعہ نہ ہو بلکہ خود ہی ایک مقصد ہو اپنے مقاصد میں لامحدود ہوجاتا ہے۔کیونکہ یہ ہر لمحہ اپنے مقصد سے قریب سے قریب تر ہونے کی کوشش کرتا رہتا ہے،جبکہ جو فنون ایک مقصد کے حصول کا ذیعہ ہوتے ہیں لامحدود نہیں ہوتے اس لئے کہ خود مقصد ان پر حد بندی مسلط کردیتا ہے۔اسی طرح مال بنانے کا حال یہ ہے کہ اُس کے مقاصد کی حدود نہیں ہیں، کیونکہ یہ مقصد دولتِ مطلق ہی ہے۔معاشیات، نہ کہ مال بنانے کی اپنی

حدود ہیں۔اول الذکر کا مقصد روپے کے حصول سے مختلف ہے اور دوسری کا روپے میں اضافہ۔دونوں کو گڈ مڈ کر دینے کی وجہ سے، کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس لئے بعض لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ معاشیات کا مقصد بھی یہی ہے کہ دولت اور امارت میں لامحدود کی ذرائع سے بحث کرے۔

(Aristotle, "De rep." edit. Bekker, lib. l. c. 8. 0. passim)

7۔''اشیاء (یہاں پر اقدارِ صرف کے معنوں میں) تجارتی سرمایہ دار کا آخری مقصد نہیں ہوتیں، بلکہ روپیہ اس کا آخری مقصد ہے۔'

(Th,. Charmer ,"On Pol. Econ.& ,c.,2nd Ed.,Glasgow,1832, p.165,166.,)

8۔''تاجر روپے کا شمار اس انداز میں کرتا ہے جیسے اس نے ابھی تک کچھ نہیں بنایا۔اس کی نظر ہمیشہ مستقبل کی طرف ہوتی ہے۔''

(A.Genovesi, Lezioni di Economia Civile(1765), Custodi's edit. of Italian Economists. Parte Moderna,t.viii,p.139.)

9۔نفع کا حصول،سونے کے حصول کی شدید ترین بھوک، ہی سرمایہ دار کو برابر آگے کی طرف لے جاتا ہے۔

(MacCulloch:"The Principles of Polit. Econ." London, 1830,p.179.)

اس نقطۂ نظر کو ظاہر کرتے ہوئے جب میک کلاک اور اس کے ساتھی نظریاتی دشواریوں میں پھنستے ہیں،مثال کے طور پر زائد پیداوار کے سوال پر،تو اسی سرمایہ دار کو اخلاق پسند شہری قرار دینے سے احتراز نہیں کرتے،جس کا واحد مقصد استعمالی قدریں ہوتی ہیں، بلکہ جو جوتوں، انڈوں، کپڑوں اور اسی قسم کی دوسری روزمرہ استعمال میں آنے والی اقدارِ صرف سے ایک ناقابلِ سیر دلچسپی لینے لگتا ہے۔

10۔بچت کے لئے یہاں ایک مخصوص یونانی لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے جمع وست۔اسی طرح انگریزی زبان میں 'بچت' save کے دو مفہوم ہیں جس کے لئے دو الفاظ sauver اور epargner ہیں۔ان کا مطلب ہے rescue اور spare۔یعنی بچا رکھنا اور فالتو ہونا۔

11۔''وہ لامحدودیت جو چیزیں اس وقت نہیں رکھتیں جب صنعت کے مراحل میں ہوتی ہیں، گردش میں آکر رکھتی ہیں۔''(Galiani)

12۔''مادہ سرمائے کو پیدا نہیں کرتا بلکہ اُس مادے کی قدر سرمائے کو پیدا کرتی ہے۔''

(J.B Say, Traite d'Econ. Polit., 3eme ed., Paris, 1817, t.II, p.429.)

13۔''چیزوں کو پیدا کرنے کے لئے استعمال ہونے والی کرنسی کو سرمایہ کہتے ہیں''

(Macleod, The Theory and Practice of Banking, London,1855,v.1,ch.i,p.55).

''سرمایہ تو اشیاء ہوتی ہیں۔''

(James Mill, Elements of Pol, Eco,London,1821,p.74).

14۔ سرمایہ: ''مرتکز دولت کا ثمر آور حصہ... خود کو ترقی دینے والی ایک مستقل قدر''۔

(Sismondi,Nouveaux Principes d'Econom. Polit,t.i.p.88,89)

اس کتاب کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو marxists.org کے لیے ابن حسن نے ترتیب دیا۔
کمپوزنگ: امتیاز حسین، ابن حسن
اپنی رائے اور تجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

hasan@marxists.org